ابوالعلا محمد اسماعیل گودھروی

تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

(نویں قسط)

اس موضوع کے متعلق ایک حکایت

حضرت امام ولی اللہؒ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے چچا ابوالرضا محمد کے حالات میں لکھا ہے
شیخ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مسجد کے سامنے ایک درخت کے نیچے ایک
موچی جوتے سیا کرتا تھا۔ کچھ لوگوں نے شیخ پر اعتراض کیا کہ ہم بعض مشائخ کے حالات بہت کچھ سنتے
ہیں۔ لیکن ان میں باطنی قوت نہیں پاتے۔ ابویزید بسطامی بعض اوقات اپنی قوتِ نظر
سے روح کو جذب کرلیا کرتے تھے اور زندہ کو مردہ کردیتے تھے اور یہ مشائخ ایسا نہیں کرسکتے
اس اعتراض نے شیخ کے اندر غیرت کو برانگیختہ کردیا اور سیدھے ہو بیٹھے، اور فرمانے لگے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے میرے قلب کو جذب فرمایا ہے اور اتنی
قوت عطا کی ہے کہ میں کسی کی جان جذب کرسکوں، نیز اس کو چاہوں تو واپس بھی لاسکوں،
اور ابویزید بسطامی ارواح کو صرف جذب کیا کرتے تھے۔ ان میں یہ طاقت نہیں تھی کہ
اس کو واپس لاسکیں، پھر میری طرف نظر ڈالی میں زمین پر گر پڑا، اس عالم کی کسی چیز کو
میں محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے اپنی جان کو ایک بڑے دریا میں پایا۔ پھر معترضین کی

طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے اس کو دیکھو اس کے اندر رمق جان سی باقی ہے ؟ اس نے حرکت دی تو اس نے اسے مردہ پایا۔ اس کے بعد شیخ نے اس سے کہا اگر چاہو اسی حالت پر اسے چھوڑ دوں۔ اگر چاہو زندہ کر دوں۔ اس نے کہا نہیں بلکہ شیخ سے امید کرتا ہوں کہ اس پر کرم کیا جائے اس کی بدن واپس لوٹا دی جائے۔ آپ نے دوبارہ اس کی طرف نظر کی تو وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور حاضرین شیخ کے حالات پر بہت تعجب کرنے لگے۔

دوسری حکایت جو اس موضوع سے تعلق رکھتی ہے

امیر شہید سید احمد دہلوی (بریلوی) امام عبدالعزیز دہلوی شیخ عبدالقادر کے ارشاد کے بموجب تین سال تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد شیخ عبدالعزیز نے ان کو اجازت دی، امیر شہید کے ساتھ شیخ عبدالحئی دہلوی اور صدر الشہید شیخ اسمٰعیلؒ کو بہت ربط تھا اور شیخ عبدالحئی سے اتصال ملاقات کا ایک عجیب قصہ ہے۔ اور قصہ یہ ہے کہ شیخ اسمٰعیل ایک مرتبہ کتاب الصلوٰۃ لے کر شیخ عبدالحئی دہلوی کے پاس پہنچے اور نماز حضور قلب کا بیان تھا اور پھر امیر شہید کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یہ حالت ہم میں کیوں پیدا نہیں ہوتی ؟ امیر نے کہا یہ حالت کتابوں سے نہیں پیدا ہوتی، شیخ اسمٰعیل نے کہا تو پھر کیا کرنا چاہیئے ؟ امیر نے کہا آؤ ہمارے ساتھ نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد ان کو امام بنایا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور امیر خود امام بنے اور شیخ اسمٰعیل شہیدؒ نے اقتدار کی تو ان کو یہ مقام حاصل ہو گیا۔ اور ان کے اندر حضور قلب پوری طرح پیدا ہو گیا۔ پھر یہ وہاں سے چلے گئے۔ اور یہ قصہ انہوں نے شیخ عبدالحئیؒ سے بیان کیا۔ شیخ عبدالحئیؒ، شیخ اسمٰعیلؒ سے عمر میں بڑے تھے شیخ عبدالحئی امیر کے پاس پہنچے اور عرض کیا کیا یہ ممکن ہے میرے اندر بھی یہ کیفیت پیدا ہو جائے امیر نے کہا ہاں ممکن ہے اس کے بعد ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، جس سے اس کے اندر بھی حضور قلب پیدا ہو گیا۔ تو یہ دونوں مدت العمر امیر کے خادم مخلص رہے ——— شیخ عبدالحئیؒ کی وفات کفار کے مقابلہ میں جہاد کرتے ہوئے ہوئی۔ اسی حالت میں امیر ان کے

پاس پہنچے اور ان سے کہا کس چیز کی آرزو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میں چاہتا ہوں آپ اپنا قدم میرے سینے پر رکھ دیں۔ امیر نے اسے قبول کیا ان کے سینے پر قدم رکھ دیا اور امیر اور صدر الشہید شیخ اسمعیل ایک ہی دات میں شہید ہوئے۔

یہ مثال اس کی ہو خشیۃ خداوندی سے لرزتے اور کانپتے ہیں ــــ اور امام ولی اللہ اور امام عبد العزیز دونوں ان نہروں کی طرح تھے جو خشیۃ خداوندی کے ذریعے پتھروں کو چیر کر پانی بہا دیتے ہیں ــ اور ہم کو معلوم ہے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ اس طائفہ کے وجود سے رحم فرمائے۔

اور آیت (۷۵) ــ تا ــ (۱۰۲) تک اسی چیز کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے بعد اپنی شریعت سے ہٹتے چلے گئے اور دن بدن نقصان میں پڑتے چلے گئے۔

مسئلہ

علماء یہود اپنی نظریات ارتقا کو حسب حالات بقدر اپنی عقلیات کے وضع کر لیا کرتے تھے اس کے بعد اپنی کتاب تورات کی طرف اور تاویلات بعیدہ کی طرف رجوع کرتے اور اپنی نظریات جدیدہ کو اس سے منطبق کرتے اگرچہ یہ درجہ تحریف تک کیوں نہ پہنچ جائے، اور یہ لوگ جانتے تھے کہ ان کی تاویلات مدلول کتاب سے بالکل الگ اور جداگانہ ہیں۔ اس کے بعد عام لوگوں کو وہم میں مبتلا کر دیتے یہ لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور کتاب پر ہی عمل پیرا ہیں۔ پھر کلمات کا ترجمہ اپنی تاویلات بعیدہ کے مطابق کر لیتے ہیں۔ گو نفس میں کچھ زیادہ نہیں کرتے تھے یہ عادت ان کی عام تھی۔ اور عام لوگوں کے ہاتھوں میں ہی ترجمے ہوتے یا اصل کی نقل ہوتی، جو اصل ان کے پاس اپنے مرکز میں موجود تھی اس کی طرف نہ رجوع کرتے نہ اس کا مقابلہ کرتے اور تمھیں معلوم ہے اس نقل اور تراجم میں اپنی جانب سے یہ لوگ اپنی خواہش کے مطابق کلمات بڑھا دیا کرتے تھے مثلاً حواشی اور شروح اپنی تاویل کے سمجھنے کے لئے زیادہ کر دیا کرتے تھے پھر ان حواشی اور شروح منتقلہ کو مراکز بعیدہ کی طرف بھیج دیا کرتے تھے جب مراکز لوٹ گئے تو یہ لوگ حواشی، شروح اور اصل کتاب کو تمیز نہ کر سکے اگرچہ خواص کو اس کا علم تھا۔

تحریف کتاب تورات یہ طریقہ ان میں رائج ہو گیا اور ان میں یہ عادت مستمر بن گئی۔

تنبیہ

مسلمان اپنی تاریخ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ سلف امت مصحف میں ایک لفظ کی کمی زیادتی کو جائز نہیں سمجھتے تھے تاآنکہ سورتوں کے نام، آیات، حرکات و سکنات، اعراب اور نقطوں کی کمی بیشی کو بھی جائز نہیں رکھا۔ اور اس کا سبب یہی تھا کہ وہ یہود کی حالت سے اچھی طرح واقف تھے کہ ان میں تحریف کتاب بتدریج کس طرح پیدا ہوئی۔

قرآن کریم تحریف سے سالم رہا کہ قرآن دلوں اور سینوں میں محفوظ ہو گیا۔ اور قرآن کا حفظ کرنا مسلمانوں کے کسی بھی دور میں منقطع نہیں ہوا کہ زمانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان میں سنت تراویح رائج ہو گئی تھی۔ مثلاً مسلمانوں کی ایک ہزار مسجدیں ہیں۔ اور ہزار مسجدوں میں ہزار حافظ ہر سال تراویح پڑھایا کرتے ہیں تو ہر سال حفاظ قرآن کی تعداد بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور مسلمان عہد عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سنت تراویح اپنی مسجدوں میں ادا کرتے چلے آتے ہیں اس عمل مبارک کا خدا جل شانہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قلب میں الہام فرمایا جس سے اسلام کو بہت ہی نفع پہنچا۔

بعض فقہا جنھیں حکمت اجتماعیہ کا احساس نہیں ہے سنت تراویح کو مسلمانوں کی مسجدوں سے روکنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے پوری کوشش کر رہے ہیں اور اس خیال سے روکا جاتا ہے کہ یہ بدعت عمری ہے اور محققین کو اس پر عمل کرنا چاہیئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے یہ لوگ ہمارے نزدیک ایسے ہیں جن کے قلوب میں قرآن داخل اور راسخ نہیں ہوا ہے۔

قولہ تعالیٰ

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾

خدا کا فرمان!

مسلمانو! کیا تم کو توقع ہے کہ یہود تمہاری بات کو تسلیم کر لیں گے اور ان کا حال تو یہ ہے کہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ کلام خدا سنتے تھے پھر اس کے سمجھنے کے پیچھے دیدہ و دانستہ اس کا کچھ کا کچھ کر دیتے تھے۔

مسلمانوں کو منع کر دیا گیا کہ یہود مسلمانوں سے انصاف کریں گے اس کی امید قطعاً نہ رکھیں یہود نے سبب ... یا۔ وہ ان کی کتاب کی تصدیق کر رہا ہے تو ایمان لے آئے ہیں۔

اہل رائے ونظریہود جن کی افکار ورائے بالطبع اجماع پر تھی وہ عام لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے کہ وہ اصل کتاب پر عمل کر رہے ہیں کوئی عالم ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس نے کتاب کو ترک کر دیا ہے۔ کوئی بھی دین رکھتا ہو۔

اس طریقے سے یہ لوگ عامۃ الناس سے کتاب کو مخفی رکھتے تھے اور اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اس قول میں اشارہ کیا ہے (۷۶)

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۷۶ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۷۷

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لاچکے ہیں اور جب تنہائی میں ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جو کچھ قرآن میں خدا نے تم پر ظاہر کیا ہے کیا تم مسلمانوں کو اس کی خبر کئے رہتے ہو کہ کل کلاں کو تمہارے پروردگار کے روبرو اس بات کی سند پکڑ کر تم سے جھگڑیں تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے لیکن کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب کو اس لئے نازل کیا ہے کہ عامۃ الناس اس سے منتفع ہوں اسی طرح ان علماء کا خدا نے بیان کر دیا جو کتاب کو عوام الناس سے چھپایا کرتے تھے (۷۸)

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۷۸

بعض لوگ ان میں ان پڑھ ہیں جو منہ سے لفظوں کو بڑبڑا لینے کے سوا کتاب الٰہی کے مطلب کو کچھ نہیں سمجھتے اور وہ فقط خیالی تکے چلایا کرتے تھے

یہ حالت عامۃ الناس کی تھی جو اہل نظر وعقل نہیں تھے ۔ یہ عامۃ الناس کتاب کے الفاظ کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے "امانی" کے معنی الفاظ کے ہیں۔ یہ لوگ عقائد ومعانی کو نفس کتاب سے نہیں لیتے تھے کیونکہ لوگ اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے ۔ ان کے علماء جو کچھ اس کے بارے میں کہتے تھے اسے لے لیتے تھے ۔

تنبیہ

اس تقسیم کی روشنی میں آج ہم مسلمانوں کا حال دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کا حال بھی ایسا ہے گر یہ چھوٹی سی جماعت اس سے مستثنیٰ ہے۔ عام علماء کتاب اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اسی پر جو ان کے ائمہ کی رائے کے مطابق ہو، اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ بعض مسائل میں اپنے ائمہ کی رائے کمزور پاتے ہیں اور اسی لئے تحریف معنوی مسلمانوں میں واضح ہوگئی۔ جو یہود میں واقع ہوئی تھی۔

فائدہ

مفکر پر واجب ہے کہ اپنے ائمہ متکلمین اور ائمہ فقہاء کے کلام اور کتاب اللہ میں تفریق کر دیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ یہ علماء اپنے ائمہ کے کلام کو ضعیف اور کمزور پائیں۔ اور اسے کتاب اللہ پر منطبق نہ پائیں تو وہ دوسرے ائمہ کا قول کو لے لیتے ہیں جس کا کلام اس مسئلہ میں کتاب اللہ سے منطبق ہوتا ہے یہ لوگ اس انحراف بسیط کو اپنے ائمہ کے اتباع کو خروج عن التقلید نہیں سمجھتے اور انحراف مسلک نہیں جانتے بلکہ ان کا یہ عمل ان کے ائمہ کے حقوق وصایا کے مطابق کرتے ہیں ہر امام کا قول ہے۔

اذا صح الحدیث فھو مذھبی — جب صحیح حدیث مل جائے تو وہ میرا مذہب ہے

اور

اترکو قولی بخبر الرسول — میرے قول کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دو۔

تو جو شخص اپنے امام کے قول کو ضعیف وکمزور پاتا ہے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منطبق نہ ہوتے ہوئے ترک نہیں کرے وہ زمرۂ یہودیں سے ہوگا۔

فائدہ اور تنبیہ دونوں ختم ہوئے۔

دوسرا فائدہ

عامۃ الناس سمجھتے ہیں اگر کتاب اللہ کے الفاظ پڑھ لئے تو کتاب اللہ کے حقوق واجبہ ادا ہوگئے

اور قرآن کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کا شغل عربی تفاسیر کا پڑھنا پڑھانا ہوتا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ رحؒ نے فرمایا کہ اہل ہند کے اس اعتقاد کا منشاء یہ ہے کہ ان کی زبان میں قرآن کا ترجمہ نہیں ہوا ہے اور عامی آدمی قرآن سے مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے انہوں نے قرآن کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے کہ اس عہد میں مسلمانوں کی حکومت کی زبان تھی جس سے امام صاحب کے اتباع و پیرو سمجھتے تھے۔

امام شاہ ولی اللہ رحؒ نے اس ترجمہ کا نام فتح الرحمان رکھا اور ہم نے اس کو دوسری طویل تفاسیر سے زیادہ مفید پایا۔

اس کے بعد ان کے لڑکے شیخ عبد القادر رحؒ نے عام ہندوستان کی زبان کی زبان میں ترجمہ کیا۔ جس کا نام انھوں نے موضح القرآن رکھا اور اس ترجمہ کی اصلاح ہمارے شیخ مولانا محمود الحسن صاحب نے کی جس کا نام انہوں نے موضح الفرقان رکھا اور ہم نے مسلمانوں کی آبادیوں کی سیاحت کے دوران میں محسوس کیا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں دین کے بارے میں جو پایا مسلمانان ہند کا ہے تمام مسلمانوں کی مرکزی جماعتوں سے بلند ہے اور اس کا سبب یہی ہے کہ قرآن کا ترجمہ ان کی زبان میں کیا گیا۔

تنبیہ اور فائدہ ختم ہوئے۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان
فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿۷۹﴾	پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھیں پھر لوگوں سے کہیں یہ خدا کے ہاں سے آئی ہے تا کہ اس کے ذریعے سے دام حاصل کریں افسوس ہے ان پر کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور پھر افسوس ہے ان پر جو وہ ایسی کمائی کرتے ہیں

یہ حالت یہود کی یہ ایک نقل و حکایت ہے اور اپنے لئے کتاب کے جو نسخے لکھے تھے اس پر وہ حواشی اور شروح زائد کر دیتے تھے اور اس میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

اور قرآن حکیم میں مسلمان ایسا نہیں کر سکے۔ نہ کسی قسم کا اضافہ کر سکے لیکن مسلمان بھی شروح اور تفاسیر میں جو کچھ کرنا تھا کر گذرے۔

تحریف معنوی کی ایک مثال

پہلے فقہ حنفی پڑھ لیتے ہیں پھر صحاح ستہ کی طرف رجوع کرتے ہیں

لوگوں کے سمجھنے کے لئے اس فعل شنیع کی مثال خلفاء یہود اور نصاری اور مسلمانوں میں جاری ہے، وہ یہ کہ ہم پہلے اصولاً اور فروعاً فقہ حنفی پڑھ لیتے ہیں اس کے بعد کتب احادیث صحاح ستہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اس میں ہم بہت سی روایات اور احادیث ایسی پاتے ہیں جو ہم نے فقہ میں پڑھا تھا اس کے مخالف پاتے ہیں۔ اس بارے میں ہم نے محدثین حنفیہ کو دو طرح کا پایا۔ ایک گروہ روایات اور احادیث صحیحہ کے اقوال فقہا اور اپنے امام کی رائے کے مطابق تاویل کرتا ہے اور اس میں ہمارے ملک میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی بلکہ عام اہل ملک مبتلا ہیں (۱)

دوسرا گروہ اقوال فقہاء کی تاویل حدیث کے مطابق کرتا ہے اور اگر وہ اس پر قدرت

له امیر قنوجی یعنی نواب صدیق حسن خان والی بھوپال اپنی کتاب "حطہ" میں لکھتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں علم حدیث ابتداء فتوحات اسلامی سے نہیں تھا۔ اور عمدہ سے عمدہ۔ اور بہتر سے بہتر پونچی ان کے پاس فقہ حنفی تھا اللہ تعالی نے ہندوستان پر اپنا فضل فرمایا کہ علم حدیث کا بعض علماء پر اضافہ فرمایا۔ مثلاً شیخ عبدالحق بن سیف الدین ترک اور ان کے صاحبزادے نورالحق اور ان کے تلامذہ جو بہت ہی کم تھے۔ ان کا طریقہ حدیث طریقہ فقہا متقدمین کے مطابق تھا لیکن باوجود اس کے دین میں اس سے فائدہ ہوا ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی۔

اور امام ربانی اپنے مکتوب انتیس ۲۹ ج ۲ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو خطاب کرکے لکھتے ہیں۔ اس زمانہ غرابت دین میں آپ کا وجود گرامی مسلمانوں کے [illegible] بہت سے سلمکم اللہ وابقاکم۔ انتہی۔

اسی طرح میرے شیخ مولف نے بھی اپنی کتاب [illegible] میں لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں [illegible] دہلوی نے شرح حدیث میں یہ مسلک اس [illegible] اختیار کیا تھا کہ ان کے شہر کے لوگ حدیث کی طرف متوجہ ہوں۔ واللہ اعلم۔ ابوسعید سندھی۔

قدرت نہیں پاتے تو فقہاء کے اقوال کو ترک کردیتے ہیں اور امام مالک وغیرہ کا قول لے لیتے ہیں۔ اور وہ اس کو مذہب حنفی سے خروج نہیں سمجھتے۔ اس گروہ کے امام امام ولی اللہ دہلوی ہیں۔ اس طریقہ کی اتباع ہندوستان کے بعض گروہ نے کی ہے اور مشائخ دیوبند اسی طریقے کے متبع ہیں۔

مدرسہ دیوبند ان ہر دو طریقوں کا جامع ہے۔ طریقہ شیخ عبدالحق اور طریقہ امام ولی اللہ پر درس دیا کرتے ہیں۔ ابتدائی عمومی تعلیم میں اکثر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مراعات کی جاتی ہے اور مخصوص مقامات میں ضمناً امام ولی اللہ دہلوی کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد ایک مخصوص جماعت کے لئے تکمیلی درجہ ہے جو فقط امام ولی اللہ کے طریقہ پر دی جاتی ہے اور میں نے ان ہر دو طریقوں پر تعلیم حاصل کی ہے۔

جس وقت میں دیوبند سے درجہ اولیٰ سے فارغ ہوا تو میں نے کامل ارادہ کیا کہ حدیث پر عمل نہیں کروں گا۔ لیکن طبیعت کا رجحان اس کے خلاف تھا۔ میں بہت پریشان تھا تا آنکہ مجھے میرے پروردگار نے طریقۂ امام ولی اللہ کی طرف اس کے ائمہ اور میرے مشائخ کے ذریعہ راہ نمائی فرمائی لیکن جو طلبہ درجہ اولیٰ میں تھے وہ سمجھتے تھے میں حدیث پر عمل کر رہا ہوں لیکن ان کی تعلیم حدیث کی تحقیق ہوتی ہے لیکن ان کی حنفی کتابوں میں جو احادیث ہوتی ہیں انہی کی تحقیق ہوتی ہے لیکن ایک محقق آدمی اچھی طرح سمجھتا ہے کہ وہ اس بارے میں غلط راہ اختیار کئے ہوئے ہیں خاص کر مجھ جیسا آدمی کہ جسے دونوں درجوں کا جامع ہو۔

تحریف معنوی کی دوسری مثال

علوم القرآن اور علوم الحدیث سمجھنے میں بھی دو گروہ

علوم القرآن اور علوم السنت سمجھنے میں بھی دو گروہ اس کے مانند ہیں۔ جب روایت و حدیث اور قرآن میں اختلاف ہوتا ہے تو آیات قرآنی کی تاویل ان کی سمجھ کے مطابق روایات صحیحہ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہوتا ہے یہی معنی صحیح ہیں اور طریقہ فقہاء حنفیہ دیوبندیہ کے پہلے طبقہ کا طریقہ ہے۔

دوسرا گروہ روایات و احادیث کی ایسی تاویل کرتا ہے۔ جو قرآن کے مطابق ہو اگرچہ گروہ اس

پر قادر نہیں ہوتا تو روایات واحادیث کو ترک کردیتا ہے اور میں بحمد اللہ امام شاہ ولی اللہؒ اور ان کے اتباع کے توسط سے اس مقام سے گذر چکا ہوں۔

ہم ایک منصف مزاج آدمی سے پوچھتے ہیں۔ وہ گروہ اولی جس طرح حدیث اور تفسیر میں مشغول ہے محرفین میں سے نہیں ہے۔ کیا آیات خداوندی کی اسی طرح تحریف نہیں کرتے جو یہود ونصاریٰ میں موجود تھی۔ افسوس کہ یہ تحریف مسلمان گروہ میں موجود ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اس دقیق فرق کو سمجھیں۔ ہم اس کے سمجھنے سے قاصر تھے اور امام ولی اللہؒ کی اتباع سے یہ مسئلہ حل ہوگیا۔

یہاں ایک دوسرا مرض بھی ہے

تحریف کے لوازم

خدا نے اس تحریف کی طرف آیت (۸۰) میں اشارہ فرمایا ہے:

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۸۰	اور کہتے ہیں کہ گنتی کے چند روز کے سوا دوزخ کی آگ ہم کو چھوئے گی بھی تو نہیں ملے پیغمبران لوگوں سے کہو کیا تم نے اللہ سے کوئی اقرار لیا ہے اور اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کریگا؟ یا بے جانے بوجھے اللہ پر جھوٹ بولتے ہو۔

تحریف کرنے والا اچھی طرح جانتا ہے کہ لوگ اس کے طریقے پر نہیں چل رہے ہیں۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے اور حقیقت ان پر واضح ہو جائے تو لوگ اس کی اتباع نہیں کریں گے لیکن یہ اپنی طبیعت سے مجبور ہے اور نجات اپنے پیروؤں میں منحصر سمجھتا ہے اور اس کے متبعین کے لئے حل جنت بتلاتا ہے اور ایسا وہ اپنے متبعین کو سمجھاتا ہے اور عام لوگ اس کے بعد اس کی تحقیق ذلالت کو فراموش کرجاتے ہیں اور اس کی غلطیوں کی وضاحت سے غافل ہوتے ہیں اور دیکھتا ہے کہ

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً	گنتی کے چند روز کے سوا دوزخ کی آگ ہم کو چھوئے گی بھی نہیں۔ ۱۶۶

اس کے بعد لوگوں کی نجات شفاعت لازمہ سے ضروری ہے اور یہ مرض عام مسلمانوں کے ہر گروہ میں پھیلا ہوا ہے یہ لوگ نجاۃ کا دارومدار اتباع قرآن کو نہیں گردانتے اور یہی مرض یہود میں بعینہ عام تھا۔

اور محقق کہتا ہے ہر وہ شخص جو کتاب اللہ کی اتباع کرتا ہے اور ہر ایسے قول سے رجوع کرلیتا ہے جو اس کے نزدیک کلام اللہ سے مخالف ہے۔ یہی نجات پانے والا ناجی ہے اور نجات کا طریقہ خطاء اجتہاد مغفور ہے اور اپنی خطا پر اصرار اس کے بعد کہ معلوم ہوجائے کہ وہ خطا پر ہے ہلاک ہوگا۔

خدا کا فرمان!	قولہ تعالیٰ
جس نے پلے باندھی برائی اور اپنے گناہ کے پھیر میں آگیا تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام بھی کئے ایسے ہی لوگ جنتی ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے۔	بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۸۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۸۲

ان ہر دو آیتوں میں مصر نجات کی نفی وارد ہے۔ اس نے ان متبعین کے لئے جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں اس لئے کہ ایمان و عمل صالح کے ضروری ہے وہ تحریف سے دور رہیں لیکن یہود اس میں غرق اور ڈوبے ہوئے تھے اور مسلمانوں کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

دوسرا طریقہ

دین دو قسم کے علوم کو شامل ہے

دین دو قسم کے علم کو شامل ہے اول تہذیب اخلاق۔ عقائد کی درستگی اور اعمال صالحہ کا التزام۔ اس علم کو اصطلاح میں احسان کہتے ہیں۔

دوم یہ کہ حقوق اجتماعیہ کو جس اجتماع میں وہ پیدا ہوا ہے۔ مکان، محلہ، قریہ پھر شہر اس کے بعد ملک اور دولت و حکومت کے حقوق ادا کرنا تھہری سیاسیات کو اصطلاح میں قوم کہا جاتا ہے جب یہ حقوق سامنے آئیں تو سب سے ان کی مدنی جاہیئے جس سے اس کی زندگی وابستہ تھی

اور اس میں اس کی مدد و اعانت کی ہے اور وہ اس کے والدین ہیں جب اس کے والدین بڑھاپے کی نذر ہو گئے اور ضعیف و کمزور ہو گئے تو ان کی امداد ضروری ہے کیونکہ ان دونوں نے اس کے بچپن میں اس کی پرورش و تربیت کی ہے۔ اس کی مکافات و بدلہ کو صلہ ارحام کہتے ہیں۔

پھر مکافات و بدلہ اپنے شہر اپنی آبادی، اپنے مملکت اور اپنے دین کے ساتھ کرنا ضروری ہے اور اس کو عدل و انصاف کہتے ہیں اور یہی عدل و انصاف ہے جس کو حقوق قومی کہتے ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی کے لئے لازم ہے کہ جب اپنی قوم پر ظلم و زیادتی ہو تو ظلم کرنے والے سے عداوت اور دشمنی رکھے اور قوم کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والے سے موالات و محبت رکھے اس عداوت و دشمنی اور موالات و محبت کو عامۃ الناس سیاست کہتے ہیں اور عام اہل علم سمجھتے ہیں کہ ان حقوق کا تعلق فقط حقوق اجتماع سے ہے اور سیاست ان کے نزدیک عام ہے۔

اجتماع میں عدل اور دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ کرنا ہے اور محققین کے نزدیک سیاست کے دو جزء ہیں۔ احسان و عدل اور ان میں تفریق کرنا کسی دین میں بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ہر دو "تقوی" کے مساوی جز ہیں۔

لیکن جب اجتماع دینی فاسد ہو جائے اور لوگ عام طور پر بگڑے ہو جائیں اور احسان اور تہذیب اخلاق ہی دین سمجھیں اور سیاست کو اپنی خواہشات کے تابع کر دیں۔ کسی قانون دینی کے تابع نہ ہوں تو اس کو فساد دین کہتے ہیں۔

یہی فساد بنی اسرائیل نے اندر سرایت کئے ہوئے تھا اور یہی فساد تحریف دین کا سبب بنا۔ اور الحمد للہ عام یہود میں میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس نے ان کا دین فاسد اور برباد کیا ہے اور یہود اس حالت میں ہیں کہ ان کی کتابوں سے معلوم نہیں ہو سکتا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اور اسی لئے ان میں مجددین احسان مبعوث ہوئے جنھوں نے سیاست سے بچنے کی تاکید کی۔ اگرچہ سیاست سے بالکلیہ ان کا بچنا محال اور ناممکن تھا۔ اور دینی سیاست میں مختلف مختلف گروہ ہو گئے۔ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے باہم قتل و خونریزی ہوتی تھی اور اسی بنا پر ان کی کتابوں میں حق کی تمیز، ایمان، اسلام اور احسان کا پتہ لگانا مشکل اور محال ہو گیا۔

اس کے بعد ہم ہندؤوں کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کے مذہب میں حق موجود ہے اور تمام اقسام حق موجود ہیں لیکن باطل سے وہ مخلط ہیں اور مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں ایسا ہو رہا ہے خصوصًا ہمارے ملک میں ہم بلا تردد اس کو جانتے ہیں اور اس دقیق مسئلہ کی طرف قرآن حکیم نے آیت ۸۲ - ۸۶ میں اشارہ کیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۸۳ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۸۴ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے اگلے بنی اسرائیل یعنی تمھارے بڑوں سے پکا قول لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی اور اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی کے ساتھ بات کرنا اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہنا۔ پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور تم لوگ کچھ ہو ہی بے پرواہ کہ نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے یعنی تمھارے بڑوں سے پکا قول لیا کہ اس میں خونریزی نہ کرنا اور نہ اپنے شہروں سے اپنے لوگوں کو جلا وطن کرنا پھر تم نے یعنی تمھارے بزرگوں نے اقرار کیا اور تم اس زمانے کے لوگ بھی اقرار کرتے ہو کہ ہاں ایسا ہوا تھا پھر وہی تم ہو کہ اپنوں کو مارے اور تیز اپنوں میں سے کچھ لوگوں کے مقابلہ میں ناحق اور زبردستی ایک دوسرے کے مددگار بن کر ان کو ان کے شہروں سے دیس نکالا دیتے ہو اور وہی لوگ اگر کہیں قید ہو کر تمھارے پاس مدد مانگنے آئیں تو تم چٹی بھر کر ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ سرے سے ان کا نکال دینا ہی تم کو روا نہ تھا تو کیا کتاب الٰہی کی

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۸۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۸۶

بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس کے سوا ان کا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کی رسوائی ہو اور آخر کار قیامت کے دن اور دوزخ کے بڑے ہی سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں اور جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بےخبر نہیں ہے اور یہی ہیں جنھوں نے آخرت کی زندگی کے بدلے دنیا کی زندگی مول لے لی ہے سو نہ تو قیامت کے دن ان سے عذاب ہلکا کیا جائیگا اور نہ کہیں سے ان کو مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ — اور تم سے پکا قول لیا کہ آپس میں خونریزی نہیں کریں گے الآیۃ

یہ مسئلہ عدل اور حقوق اجتماعیہ کے ذکر کی ابتداء ہے پس اللہ تعالیٰ کا یہ قول

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ الآیۃ — جب تم سے ہم نے میثاق لیا

یہ حقوق قومی ہیں: امت کا ہر فرد شہری قانون میں منسلک ہیں کہ کسی کو ان میں سے قتل نہ کیا جائے نہ کسی کو ان کے ملک سے بغیر حق کے شہر بدر کیا جائے۔

اور اللہ کا یہ قول:

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ — پھر تم نے اقرار کر لیا اور تم اس زمانے میں لوگ یہی اقرار کرتے ہو۔

یعنی یہ تمھارے نزدیک مشہور و معروف ہے اور تم اصل مسئلہ سے واقف نہیں ہو، لیکن تم سب کے سب اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ — پھر وہی تم لوگ ہو کہ اپنوں کو مارتے ہو تا قول،

الی قولہ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط — گناہ اور ظلم کے شہروں سے دلیس نکالا دیتے ہو۔

یہ لوگ پھر بھی دوسری قوموں سے موالات و دوستی رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ ایک فرقے سے وہ لڑ رہے ہیں اور یہ لوگ بھی اس فریق سے لڑ رہے ہیں اور محض اپنے حلف وفاداری کی بناء پر لڑ رہے ہیں جو محارب قوم سے انھوں نے کیا ہے اور اس قوم سے لڑ رہے ہیں جو دین میں ان کے پیرو ہیں اور یہی وہ اتباع ہوا بالذنب والعدوان اور یہ نہیں سمجھتے کہ ایسا کرنا ان کیلئے حرام ناجائز ہے۔

اور ہم نہایت ہی افسوس کرتے ہیں کہ ہماری قوم بھی ہندوستان کی کفار متغلبین کی صفوں میں کھڑے ہوکر مسلمانوں سے لڑی اور پہلی جنگ عمومی میں وفاء موالات کا حق ادا کیا اور یہ محض اس لئے کیا کہ یہ ضعیف و کمزور تھے اور حکومت نصاریٰ کے تحت میں ان کو باقی اور زندہ رہنا تھا۔
لیکن مجھے فخر ہے کہ ہمارے مشائخ دیوبند اس موالات اور برائی کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اور اس گناہ میں شریک ہونے کی قباحت سے خوب واقف تھے۔

(جاری ہے)